مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ *

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کی معیت میں سفرِ حج کی سعادت

میری خوش قسمتی اور سعادت مندی تھی کہ بندہ کو محترم حضرت مفتی صاحبؒ کیساتھ مدت دراز تک صحبت ورفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ محترم حضرت مفتی صاحبؒ جب جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بعہدہ تدریس جلوہ افروز ہوئے تو یہ عنفوان شباب کا عالم تھا۔ ان کا چہرہ سیادت وسعادت کے آثار سے معطر ومنور تھا اور اس عہد میمون میں جامعہ اسلامیہ کا ماحول' درودیوار عظیم الشان فقید المثال علماء ربانیین سے منور تھا۔ پاک وہند کے عظیم شیخ اکبر' بقیۃ السلف الصالحین' زبدۃ المحدثین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری نوراللہ ضریحہ' خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکورؒ شیخ الجامعہ حضرت مولانا سید بادشاہ گل بخاریؒ اور دیگر اساطین علم سے جامعہ اسلامیہ بقعۃ النور بن گیا تھا۔ اب بھی وہ دلکش منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب نماز عصر کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ حضرت مولانا عبدالشکور بہودیؒ اور حضرت مفتی محمد فرید صاحبؒ جامعہ اسلامیہ سے اکوڑہ ریلوے سٹیشن تک چہل قدمی فرمایا کرتے تھے تو راستے پر جانے والے' ان اصحاب ثلثہ کے نورانی' تابانی چہروں کی دید سے ششدر وحیران ہوجاتے تھے کہ یہ فرشتہ صورت' پاک سیرت' ہستیاں کیسے جمع ہوگئی ہیں۔

جب حضرت مفتی صاحبؒ استاذ المحدثین' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ بانی ورئیس دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ میں تدریسی منصب پر فائز ہوئے پھر تو بہت ہی قریب سے ان کے سنن نبویہ کے مطابق سلوک وبرتاؤ' سیرت وکردار نہایت ہی سادہ وضع قطع' سادہ طبیعت' سادہ لباس' متانت ووقار کی زندگی نے حد درجہ متاثر کیا۔

دارالعلوم دیوبند ثانی' مرکز علوم اسلامیہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی وسیع عالمگیر شہرت ومقبولیت کے پیش نظر حضرت مفتی محمد فرید صاحبؒ کا دائرہ تدریس وتصنیف' وعظ وارشاد' تصوف وسلوک بھی دن بدن وسیع ہوتا گیا۔ وہ اپنی جامع مانع دریس' پراثر وعظ وراشاد اور زہد وتقویٰ کی وجہ سے عوام وخواص کے ہردلعزیز بنے اور ان کا سلسلہ سلوک وبیعت پاکستان اور بیرونی ممالک میں پھیلتا چلا گیا۔

---

* شیخ الحدیث جامعہ ہٰذا

راقم الحروف کو حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ تین بار سفر حجاز مقدس میں بھی سنگت و رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ کسی شخصیت کے شمائل و خصائل' عادات و اطوار' سیرت و کردار' سلوک و برتاؤ کا صحیح اندازہ اس کے ساتھ سفر کی حالت میں اٹھنے بیٹھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ پہلی بار ۱۹۷۳ء مطابق ۱۳۹۳ھ حضرت مفتی صاحبؒ حج کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ اسی سال مجھے بھی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ ملا' شوال کے اوائل میں حضرت مفتی صاحب سے مسجد نبوی شریف میں ملاقات نصیب ہوئی۔ آپ زروبی کے حجاج کرام کے ساتھ باغ مرجان میں سکونت پذیر تھے' ان دنوں میں ایام حج میں حجاج کرام کا اتنا ہجوم نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج کل ہے' مسجد نبوی شریف میں حجاج کرام حضرت مفتی صاحبؒ سے حج کے مسائل پوچھتے رہتے تھے' مجھے بھی ان علمی محافل میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں حضرت مفتی صاحبؒ محلہ شامیہ میں بھی کی مرزوقی کے ہاں مقیم تھے۔ دوسری بار بھی جب حضرت تشریف لائے تو بندہ مدینہ منورہ میں موجود تھا' حضرتؒ کو مدینہ منورہ کے تمام مقامات مقدسہ پر لے گیا تھا۔

تیسری بار حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد "ایدہ اللہ بنصر من عندہ وحفظہ بفضلہ و کرمہ" کی خواہش تھی کہ امارت اسلامیہ افغانستان سے علماء کرام کا جو ''بعثۃ الحج الافغانیہ'' جا رہا ہے حضرت مفتی صاحبؒ اس کی سرپرستی فرمائیں۔ چنانچہ امیر المومنین نے وزیر حج مولانا غیاث الدین صاحب اور دیگر مسئولین وزارت حج کو حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی معذوری کا عذر پیش کیا۔ اس بعثۃ الحج میں شہید اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جانؒ "نور اللہ مرقدہ ورزقہ صحبۃ النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین" اور شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف کے نام بھی شامل تھے' چنانچہ امیر المومنین کا یہ وفد میرے پاس آیا اور حد درجہ مغموم و پریشان' مجھ سے فرمانے لگے کہ حضرت مفتی صاحبؒ آپ کی بات مانتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ آپ کے کہنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ یقیناً حضرت معذور ہیں ان کیلئے ایک مضبوط خادم کی ضرورت ہوگی نیز ان کے ساتھ ان کے خلف الرشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب بھی ہوں تو حضرت مفتی صاحبؒ کیلئے آسانی ہوگی۔ وزیر حج نے فرمایا کہ امیر المومنین نے ایک مضبوط' قومی خادم مولوی گل محمد کو پہلے ہی سے متعین کیا ہے' چنانچہ ہم حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حسب سابق معذرت فرمائی۔ میں نے کہا حضرت ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات سرانجام دینے میں فخر محسوس کریں گے۔ حضرت آپ کے مزید اشراف امارت اسلامیہ افغانستان کا یہ بعثۃ الافغانیہ للحج موقر اور وزنی ہو جائے گا اور رفقائے بعثۃ (جو سب بڑے بڑے علماء تھے) آپ کی سرپرستی میں حرمین شریفین کے فیوض و برکات سے کما حقہ فیض یاب ہوسکیں گے' حضرت زندگی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۶۲ پر)